© rasailojaraid.com

کیا قریش کے خواندہ افراد کی فہرست بلاذری حتمی ہے؟

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر☆

اسلام کی آمد کے زمانے میں وسطی عربوں کی علمی حیثیت اور شرح خواندگی کو متعین کرنے کے لیے مورخین عموماً تیسری صدی ہجری/نویں صدی عیسوی کے مشہور مؤرخ البلاذری (۱) کے اس بیان سے استفادہ کرتے ہیں کہ اسلام کے ابتدائی عہد میں سارے قریش میں صرف سترہ افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے (۲) اس بیان کا سہارا لے کر وہ گویا اس عہد کی عمومی علمی حیثیت کا تعین کر دیتے ہیں۔

یہ درست ہے کہ وسطی عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج اور علمی حرکت کی رفتار شمالی اور جنوبی عربوں کے مقابلے میں کم تھی مگر یہ کہ سارے قریش اور حلفائے قریش میں صرف سترہ افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے حتمی بیان نہیں ہے خود فتوح البلدان کی بعض داخلی شہادتوں اور چند خارجی شہادتیں اس فہرست کو خاصا بڑھا دیتی ہیں۔

مکہ میں کتابت کے آغاز کے بارے میں بلاذری اور ابن الندیم مختلف روایتوں سے تین نام بیان کرتے ہیں۔ بلاذری کی روایت کے مطابق مکہ میں جن دو اشخاص نے لکھنا سیکھا وہ سفیان بن امیہ بن عبد شمس اور ابو قیس بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھے (۳) ابن الندیم سفیان بن امیہ کی جگہ حرب بن امیہ کا نام لیتے ہیں (۴) جو کہ ابو سفیان کا باپ تھا تاہم ابن الندیم کے یہاں ایک اور اہم نام عبدالمطلب کا ملتا ہے جو کہ حرب بن امیہ اور سفیان بن امیہ کے چچا تھے۔ "الفہرست" میں ابن الندیم نے نشاندہی کی ہے کہ خلیفہ عباسی مامون الرشید کے خزانہ کتاب میں ایک مخطوطہ تھا یہ چمڑے پر لکھا ہوا عبدالمطلب بن ہاشم کا نوشتہ تھا (۵) اس کے بعد قریش میں کتابت سیکھنے کا رواج چل نکلا اور طلوع اسلام کے وقت بقول بلاذری جو سترہ افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کے نام یہ ہیں۔

۱) عمر بن خطاب
۲) علی بن ابی طالب
۳) عثمان بن عفان
۴) ابوعبیدہ بن الجراح
۵) طلحہ بن عبیداللہ
۶) یزید بن ابی سفیان
۷) ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ
۸) حاطب بن عمرو (سہیل بن عمرو العامری کے بھائی)

☆اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تاریخ اسلام، جامعہ کراچی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۹) ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی

۱۰) آبان بن سعید بن العاصی بن امیہ

۱۱) خالد بن سعید ابن العاصی بن امیہ

۱۲) عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح العامری

۱۳) حویطب بن عبدالعزی العامری

۱۴) ابوسفیان بن حرب بن امیہ

۱۵) معاویہ بن ابی سفیان

۱۶) جہیم بن الصلب بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف

۱۷) العلاء بن الحضرمی (یہ حلفائے قریش میں سے تھے)(۶)

لیکن یہ فہرست مزید آگے بڑھتی ہے کہ بلاذری نے مندرجہ بالا روایت کے بعد کم از کم پانچ قریشی خواتین کا بھی تذکرہ کیا ہے جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱) الشفاء بنت عبداللہ العدویہ

۲) حفصہ بنت عمر بن الخطاب

۳) ام کلثوم بنت عقبہ

۴) عائشہ بنت سعد

۵) کریمہ بنت مقداد

اسی سلسلے میں آگے چل کر بلاذری دو اور نام لیتا ہے جنہوں نے پیش گاہ رسالت میں کتابت کی خدمت انجام دی ان میں ایک شرجیل بن حسنہ تھے جو حلفائے قریش میں سے تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ دوسرے حنظلہ بن الربیع بن رباح الاسیدی تھے جن کا تعلق بنو تمیم سے تھا اور اس شرف کی بناء پر حنظلۃ الکاتب کہلاتے تھے (۸) یوں البلاذری کی فہرست اس کی اپنی بعض داخلی شہادتوں کی بناء پر سترہ افراد سے بڑھ کر ۲۴ ہو جاتی ہے۔ اور اب بھی یہ حتمی نہیں ہے کیونکہ اس فہرست میں منصور بن عکرمہ، عامر بن فہیرہ، ابوبکر صدیق زبیر بن العوام اور راقم بن ابی الارقم مخزومی وغیرہ کے نام نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ بات طے ہے کہ یہ حضرات لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی نے ۷ نبوی میں وہ معاہدہ لکھا تھا جس کی بنیاد پر قریش نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا سماجی مقاطعہ کیا تھا جو کہ تین برس تک جاری رہا تھا۔ (۹) قریش، منصور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بن عکرمہ کی قابلیت کے معترف تھے۔

اسی طرح سفر ہجرت کے دوران سراقہ بن جعشم کو جو امان لکھ کر دی گئی تھی اس کے لکھنے والے عامر بن فہیرہ تھے (۱۰) جو کہ حضرت ابوبکر صدیق کے مولی تھے اور چونکہ مولی اپنے آقا کے قبیلے میں محسوب ہوتا تھا لہذا انہیں بھی قبیلہ قریش ہی کا فرد سمجھا جائے گا۔

اسی طرح ابن عبدالبر نے کاتبان رسول اللہ کے تذکرے میں حضرت ابوبکر صدیق کا نام بھی لکھا ہے (۱۱) نیز ابن سعد نے اپنی "طبقات" میں کاتبان وحی کی جو تفصیلات بیان کی ہیں ان میں بھی چند نام ایسے ہیں جو فہرست بلاذری میں شامل نہیں ہیں مثلاً زبیر بن العوام اور راقم بن ابی الارقم وغیرہ۔

ان شہادتوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ بلاذری کا یہ بیان کہ اسلام کے ابتدائی عہد میں مکہ کے صرف سترہ افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے حتمی اور قطعی نہیں۔ بلکہ اب یوں کہا جانا چاہیئے کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مکہ کی تین چار ہزار کی آبادی میں سے ۲۹ افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور ان میں وہ پڑھے لکھے قریش مکہ شامل نہیں ہیں جن کا اس وقت تک انتقال ہو چکا تھا۔

حواشی وحوالہ جات

۱) ابوالحسن احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری۔

تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) کا ایک اہم عرب مورخ ماہر النساب، جغرافیہ دان، مترجم اور شاعر تھا بدقسمتی سے اس کی زندگی کے بارے میں معلومات بہت کم میسر ہیں۔ اس کے باپ کے صرف نام سے آگاہی ہے اور دادا کے بارے میں اتنا پتہ ہے کہ اس کا نام جابر تھا اور وہ ہارون الرشید کے زمانے میں مصر کے صاحب بیت المال، خصیب کا کاتب سکریٹری تھا اس کی ولادت اور وفات کی تاریخوں کی بھی براہ راست کوئی توثیق نہیں ہوتی تاہم اس کی زندگی کے واقعات پر قیاس کرتے ہوئے اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہ دوسری صدی ہجری کے اواخر میں پیدا ہوا اور ۲۷۹ھ/۸۹۲ء میں انتقال ہوا یہ وہی سال ہے جب عباسی خلیفہ المعتضد باللہ تخت خلافت پر بیٹھا۔ آخر عمر میں اس کو خلل دماغ کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے غلطی سے بلاذر کھالیا جس کا اثر یہ ہوا کہ اس پر جنون کے دورے پڑھنے لگے اس حالت میں لوگ مجبور تھے کہ اس کو باندھیں اور بیمارستان میں ڈال دیں اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا اسی حادثے کی وجہ سے اس کے نام کے ساتھ البلاذری کا لاحقہ لگ گیا (بلاذر ایک دوا تھی جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ذہن اور حافظے کی قوت کے لیے مفید ہے اس کو ہندی میں "بھلانوہ" انگریزی میں Marking nut اور لاطینی میں Semecarpus Anacardium کہتے ہیں)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلاذری کے اساتذہ کی فہرست میں المدائنی، ابن سعد اور مصعب الزبیری جیسے مشہور مورخین شامل ہیں اس کے کثیر التعداد شاگردوں میں ابن الندیم صاحب کتاب الفہرست اور جعفر بن قدامہ، صاحب کتاب الخراج جیسے لوگ شامل ہیں اس کی تصانیف میں کتاب البلدان الصغیر (جو فتح البلدان کے نام سے مشہور ہے) کتاب البلدان الکبیر (جسے وہ مکمل نہ کرسکا اور فتوح البلدان اسی کا خلاصہ ہے) کتاب الاخبار والانساب، کتاب عہد اردشیر (یہ اصل فارسی کتاب کا عربی منظوم ترجمہ ہے)

۲) البلاذری، ابی الحسن احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۹۸۳ء ص ۸۵۷۔

۳) ایضاً

۴) ابن الندیم، کتاب الفہرست، بیروت دار المعرفہ ۱۹۹۴ء ص ۱۵۔۱۴۔

۵) ایضاً ص ۱۵

۶) فتوح البلدان للبلاذری محولہ بالا ص ۴۵۷ (بلاذری نے یہ بات ولید بن صالح اور محمد بن سعد کے حوالے سے اور ان دونوں نے محمد بن عمر الواقدی کے حوالے سے اور اس نے خالد بن الیاس کے حوالے سے اور انہوں نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم العدوی کے حوالے سے بیان کی ہے)

۷) ایضاً ص ۴۵۸۔

۸) ایضاً ص ۴۵۹۔

۹) ابن کثیر، عماد الدین ابی الفداء، اسماعیل ابن عمر (م ۷۷۴ھ) البدایۃ والنہایۃ، جلد ۳ ص ۸۶، مطبعۃ السعادۃ، مصر ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء۔

۱۰) عامر بن فہیرہ مولیٰ ابوبکر صدیق کی کنیت ابو عمرو تھی۔ وہ طفیل بن عبداللہ بن سنجرہ (ابن سعد کے مطابق۔ طفیل بن حارث) کے غلام تھے ابوبکر نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا وہ سیاہ فام تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم میں داخل ہوئے اور دعوت عام دینے سے پہلے اسلام لائے۔ ہجرت مدینہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق کے رفیق سفر تھے غزوات بدر اور احد میں شریک ہوئے ۴ھ میں بیئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ان کو عامر بن طفیل نے شہید کیا۔ اس وقت ان کی عمر چالیس برس تھی شہادت کے بعد ان کی لاش نہیں ملی۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں ملائکہ نے دفن کیا (ابن سعد، طبقات الکبریٰ جلد ۳ ص ۱۳۰ ابن عبدالبر، الاستیعاب، جلد ۲ ص ۲۹۶۔۷، بیروت ۱۹۹۲ء)

۱۱) الاستیعاب جلد ا ص ۲۹۔

© rasailojaraid.com